سورہ روم　　بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○　　ایت نمبر(۳۱-۳۲)

وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ○ مِنَ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَهُمۡ وَکَانُوۡا شِیَعًا کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ ○

ترجمہ: اور نہ ہوجانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جوان کے پاس ہے مگن ہے۔

قرآنی دعائیں

بمع ترجمہ وتشریح

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ ○

ترجمہ: اور فرمایا تمہارے رب نے پکارو مجھے قبول کروں گا میں دعائیں تمہاری۔ یقیناً وہ لوگ جو گھمنڈ میں آکر منہ موڑتے ہیں میری عبادت دعا سے وہ ضرور داخل ہونگے جہنم میں ذلیل وخوار ہوکر　(۴۰/۶۰)

زیر نگرانی:

محترم جاوید اختر جوہری صاحب

صدر جوہری ٹرسٹ وجامع مسجد محمدی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۵ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روزِ جزا کے ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے۔

تشریح: جب انسان اس کارگہ کائنات کے نظم و نسق پر غور کرتا ہے تو اس کے سامنے یہ حقیقت بے نقاب ہو کر آجاتی ہے کہ اس میں ہر شے کو وہ سامانِ نشوونما کس طرح بلا مزد و معاوضہ ملتا چلا جاتا ہے جس سے وہ اپنے نقطۂ آغاز سے بتدریج مقامِ تکمیل تک پہنچ جاتی ہے۔اس حیرت انگیز نظامِ ربوبیت کو دیکھ کر، ہر صاحبِ بصیرت کی زبان پر بے اختیار کلمات تحسین و آفرین آجاتے ہیں اور وہ بلا ساخت پکار اٹھتا ہے کہ ''اے ہمارے نشوونما دینے والے! تو نے اس کائنات کی کسی شے کو نہ بیکار پیدا کیا ہے اور نہ ہی تخریبی نتائج کیلئے'' (3/189-90) یعنی وہ اربابِ علم و ایقان ہیں جو صحیح معنوں میں خدا کی حمد بیان کرنے والے ہیں (35/27-28) خدا کے اس پروگرام کی تکمیل کیلئے ضروری ہے کہ جو مستبد قوتیں دوسروں کی نشوونما کی راہ میں حائل ہوں، انہیں راستے سے ہٹا دیا جائے۔ یہ حمدیت کا قدم اول ہے

۳۔ان مستبد قوتوں کو راستے سے ہٹانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ایسا نظام قائم ہو جائے گا جس میں نہ کوئی انسان، دوسرے انسان کا محتاج ہوگا نہ محکوم۔اس میں تمام امور کے فیصلے خدا کے قوانین کے مطابق ہونگے۔(17/111) یہی وہ نظام ہے جسے آخر الامر ،انسانوں کے تمام خود ساختہ نظامہائے حیات پر غالب آکر رہنا ہے (9/33)

۴۔یہ نظام ان افراد کے ہاتھوں متشکل ہوگا جو اس حقیقت کبریٰ کا اعلان، اور عملاً اس اعلان کی تصدیق کریں گے، کہ ہم خدا کے سوا کسی کی اطاعت اور محکومیت اختیار نہیں کرتے (3/78) اس کا عملی طریقہ اس کی کتاب عظیم (قرآن مجید) کے احکام و اصول کی اطاعت ہے (5/44-48)

۵۔یہ افراد (جماعت مومنین) جب سفرِ حیات کیلئے قدم اٹھاتے ہیں، تو یہ حسین تمنائیں اور مقدس آرزوئیں، دعا بن کر ان کے لبوں تک آجاتی ہیں کہ ''بار الٰہا! زندگی کا وہ سیدھا اور ہموار راستہ ابھر اور نکھر کر ہمارے سامنے آجائے جو ہمیں، بلا خوف و خطر، ہماری منزل مقصود تک لے جائے۔

۶۔یعنی وہ راستہ جس پر چل کر سعادت مند امم سابقہ، زندگی کی خوشگواریوں اور سرفرازیوں سے بہرہ یاب ہوئیں۔اس سے

انہوں نے، کائنات کی قوتوں کو مسخر کر کے، اپنی ہم عصر اقوام میں امتیازی حیثیت حاصل کر لی۔(2/47)

۷۔ جب تک یہ قوم میں تیرے متعین کردہ راستے پر چلتی رہیں، زندگی کی شادابیوں سے بہرہ یاب رہیں۔ جب ان کے نظریۂ حیات میں تبدیلی آ گئی، تو یہ نعمتیں ان سے چھین گئیں (8/53) اور وہ دنیا میں ذلیل وخوار ہو گئیں (7/152) ان کی سعی اور عمل کی کھیتیاں جھلس کر راکھ کا ڈھیر بن گئیں۔ اور چونکہ صحیح راستہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا اس لئے ان کا کاروانِ حیات اپنی قیاس آرائیوں کے پیچ وخم میں کھو کر رہ گیا، وہ کبھی آنکھیں بند کر کے، اپنے آباؤ اجداد کی فرسودہ راہوں پر چلتے رہے (37/69) اور کبھی انہوں نے خود اپنے جذبات ہی کو اپنا راہ نما بنا لیا (45/23) جب اس سفرِ بے منزل کی بھول بھلیوں میں کھو کر مایوس ہو گئے تو یہ کہہ کر اپنے آپ کو فریب دے لیا کہ خدا کو منظور ہی نہ تھا کہ ہمیں سیدھا راستہ دکھاتا (6/149)۔

بارِالہا! ہم تجھ سے تیرے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق طلب کرتے ہیں تاکہ ہمارا حشر بھی ان سوختہ سامانوں کا سا نہ ہو جائے، کہ ہم جانتے ہیں کہ جو قوم تیری راہ نمائی سے منہ موڑے، اسے کوئی صحیح راستہ کوئی نہیں دکھا سکتا (61/5) اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ راستہ انہیں کے سامنے آ سکتا ہے جو اس کی تلاش کیلئے جدوجہد کریں (29/69) ہم تجھ سے اس جدوجہد کی بھی توفیق طلب کرتے ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ وَتُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمائیے بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں اور ہمارے حال پر توجہ رکھیے اور فی الحقیقت آپ ہی توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے ہیں۔

تشریح: ان حسین تمناؤں اور مقدس آرزوؤں کے ساتھ۔ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے اس مرکزِ نظامِ خداوندی کی بنیاد رکھی تھی۔ ان کے ہاتھ اس تعمیر میں مصروف تھے، اور لب پر یہ وجد انگیز دعائیں تھیں کہ، اے ہمارے نشوونما دینے والے! تو ہماری ان ناچیز کوششوں کو شرفِ قبولیت عطا فرما دے، کہ تو دل میں مچلنے والی آرزوؤں کو جانتا اور لب تک آنے والی تمناؤں کو سنتا ہے، اس لئے تو خوب جانتا ہے کہ ہم کن ارادوں کے ماتحت اس مرکز کی تعمیر کیلئے کوشاں ہیں۔ (سورہ بقرہ 127)

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہترین عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو عذابِ دوزخ سے بچائیے۔

تشریح: ان کے برعکس، دوسرے لوگ وہ ہیں جن کی طلب وآرزو یہ ہوتی ہے کہ انہیں دنیاوی زندگی کی خوشگواریاں بھی حاصل ہوں اور اخروی زندگی کی خوشگواریاں بھی۔ اور وہ ہر قسم کی تباہیوں سے محفوظ رہیں۔ (سورہ بقرہ 201)

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ○

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہم پر استقلال (غیب سے) نازل فرمائیے اور ہمارے قدم جمائے رکھیئے اور ہم کو اس کافر قوم پر غالب کیجئے۔

تشریح: چنانچہ جب یہ باہمت لوگ، جالوت اور اس کے لشکر کے سامنے صف آرا ہوئے، تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نشو ونما دینے والے (تو دیکھتا ہے کہ ہم تھوڑے ہیں، اور دشمن جم غفیر لے کر ہمارے سامنے کھڑا ہے، سو) تو ہمارے دلوں کو ہمت اور استقلال سے لبریز کردے، اور ہمارے قدموں کو ثبات عطا فرمادے۔ اور ہمیں ان لوگوں پر غلبہ عنایت کردے جو تیرے قوانین سے انکار کرتے ہیں اور ان سے سرکشی برتتے ہیں۔ (سورہ بقرہ 250)

سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ○

ترجمہ: ہمنے آپکا ارشاد سنا اور خوشی سے مانا ہم آپ کی بخشش مانگتے ہیں اے ہمارے پروردگار اور آپ ہی کی طرف ہم سب کو لوٹنا ہے۔

تشریح: رسول، اور اس کے ساتھ جماعت مومنین، سب اس ضابطۂ حیات کی صداقت پر یقین محکم رکھتے ہیں۔ یہ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر، ملائکہ پر، اسکی طرف سے بھیجے ہوئے قانونی ضابطوں پر۔ اور ان رسولوں پر جن کے ذریعے یہ ضوابط دوسرے انسانوں تک پہنچتے رہے، یہ سب ایک ہی سلسلہ رشد وہدایت کی کڑیاں تھیں۔ اس لئے جماعت مومنین کا مسلک یہ نہیں ہوتا کہ وہ، ان میں سے، کسی ایک کو مان لیں اور باقیوں کو چھوڑ دیں۔ وہ ان سب کو خدا کے سچے رسول مانتے ہیں اور منصب رسالت کے اعتبار سے ایک دوسرے میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ (سورہ بقرہ 285)

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ اِنۡ نَّسِيۡنَآ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَآ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ج

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعۡفُ عَنَّا وقفه وَاغۡفِرۡ لَنَا وقفه وَارۡحَمۡنَا وقفه اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ○

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم پر داروگیر نہ فرمائیے اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں اے ہمارے رب اور ہم کو سخت حکم نہ بھیجئے جیسے کہ ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے بھیجے تھے اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بار (دنیا یا آخرت کا) نہ ڈالیے جس کا ہم کو سہار نہ ہو اور درگزر کیجئے ہم سے اور بخشش کیجئے ہم کو اور رحم کیجئے ہم پر آپ ہمارے کارساز ہیں (اور کارساز طرفدار ہوتا ہے) سو آپ ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجئے۔

تشریح: یاد رکھو! ان قوانین واحکام کی اطاعت اس لئے نہیں کرائی جاتی کہ اس سے خدا کا کچھ فائدہ ہوتا ہے۔ اسے مقصود صرف یہ ہے کہ تمہاری ذات میں وسعتیں پیدا ہوتی جائیں (6/153) انسانی ذات کی تعمیر اور تخریب کا دارومدار انسان کے اپنے اعمال

پر ہے اس کے لئے اصول یہ ہے کہ ہر وہ کام، جس میں تمہارے اپنے فائدے کے ساتھ دوسروں کا فائدہ بھی مقصود ہو، انسانی ذات کی تقویت کا موجب ہوتا ہے۔ لیکن ایسا کام جس سے اپنا ذاتی فائدہ مقصود ہو (اور دوسروں کے مفاد کا خیال نہ رکھا جائے) اس کیلئے نقصان رساں ہوتا ہے۔ یہ جماعت مومنین، اسی راستے پر گامزن رہتی ہے۔

اگر ہم سے کوئی بھول چوک ہو جائے، یا نشانہ خطا ہو جائے، تو یہ چیز ہماری نشو ونما کے راستے میں حائل نہ ہو۔ ہم جہالت اور استبداد کے اس بوجھ تلے نہ دب جائیں جس کے نیچے اقوام سابقہ دب گئی تھیں (اور جس سے نوع انسان کو آزاد کرانے کیلئے تیرا یہ رسول آیا ہے) (7/150)

ہم پر ایسی ذمہ داریاں عائد نہ ہوں جن کے ہم متحمل نہ ہو سکیں۔ (یعنی ہمیں ہر ذمہ داری کے مناسب قوت حاصل رہے)

اگر ہم سے کہیں لغزش ہو جائے تو ہمیں اس کی توفیق ہو کہ ہم اپنے حسنِ عمل سے اس کے مضر اثرات کو مٹا سکیں۔ (11/114)

ہم تمام تخریبی عناصر کے حملوں سے محفوظ رہیں۔

ہماری نشو ونما کیلئے ضروری سامان و ذرائع، تیرے قانون ربوبیت کے مطابق ملتے رہیں اس لئے کہ تیرا قانون ربوبیت ہی ہمارا سرپرست اور کارساز ہے۔ اور اسی کی تائید و نصرت سے ہم حق کے مخالفین پر غلبہ اور کامیابی چاہتے ہیں۔

بارِ الہا! ہماری ان آرزوؤں کو شرفِ تکمیل عطا فرما! (سورہ بقرہ 286)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ط اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کیجئے بعد اس کے کہ آپ ہم کو ہدایت کر چکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ) عطا فرمایئے بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں۔

تشریح: یہ وہ لوگ ہیں جن کی (علمی تحقیقات اور حقیقت فہمی کی کوششوں میں) ہمیشہ یہ آرزو رہی ہے کہ ان کے قلوب (قرآن کے صحیح) راہنمائی کے بعد، کسی اور طرف نہ جھک جائیں، اور ان کی قلبی اور ذہنی صلاحیتیں، اسی کی روشنی میں برومند ہوں۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ انسان کو اس کی صحیح منزل کی طرف راہ نمائی، تنہا عقل کی رو سے نہیں مل سکتی، یہ صرف وحی کی رو سے ممکن ہے جو خدا کی طرف سے (حضرت انبیائے کرامؑ کو) وہبی طور پر ملتی تھی۔ کسب و ہنر سے حاصل نہیں کی جا سکتی۔ (سورہ ال عمران 7)

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○

ترجمہ: اے ہمارے رب بلاشبہ آپ تمام لوگوں کو (میدانِ حشر میں) جمع کرنیوالے ہیں اس دن جس میں ذرا شک نہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ وعدہ کو خلاف نہیں کرتے۔

تشریح: یہی وہ خدا کی راہ نمائی ہے جس کی رو سے انسان اپنے اختلافات چھوڑ کر ایک نقطہ پر جمع ہو سکیں گے۔ یہ اس انقلابی دور

میں ہوگا جس کے واقع ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں اس لئے کہ یہ خدا کے قانون کے مطابق ہوگا اور خدا کے قوانین اٹل ہیں۔

اس دنیا کے علاوہ، انسانوں کا اجتماع، اخروی دنیا میں بھی ہوگا، جس کا تشبیہی بیان قرآن میں آیا ہے، لیکن انسان اپنے شعور کی موجودہ سطح پر، اس کی کیفیت کو نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن اسی کیفیت اور حقیقت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، اس کے وقع ہونے میں کووئی شک وشبہ نہیں۔ (سورہ ال عمران 8)

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار بلاشبہ ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے۔

تشریح: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نشوونما دینے والے کے ضابطہ قوانین کو اپنا نصب العین حیات قرار دے لیتے ہیں۔ اس کے بعد ، ان کی کوشش اور آرزو یہ ہوتی ہے کہ وہ ان تمام غلط باتوں کے اثرات سے محفوظ رہیں جو مخالفین ان کے پیچھے چپکا دیتے ہیں ، تا کہ ان کا دامن ان خاردار جھاڑیوں میں الجھ کر نہ رہ جائے۔ اور وہ اپنی توانائیوں اور صلاحیتوں کو تعمیری مقاصد میں صرف کر کے ، زندگی کی تباہیوں سے محفوظ رہیں۔ (سورہ ال عمران 15)

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الۡمُلۡكِ تُؤۡتِى الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الۡخَيۡرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ○ تُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَتُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ وَتُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَتُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ وَتَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ○

ترجمہ: اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جسکو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں ملک لے لیتے ہیں۔ اور جس کو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جسکو چاہیں پست کر دیتے ہیں آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی، بلاشبہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں آپ رات (کے اجزاء) کو دن میں داخل کر دیتے ہیں اور بعض فصلوں میں (دن کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتے ہیں اور آپ جاندار چیز کو بے جان سے نکال دیتے ہیں اور بے جان چیز کو جاندار سے نکال دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں بے شمار رزق عطا فرماتے ہیں۔

تشریح: ان سے کہہ دو کہ دنیا میں کوئی بھی خدا کی چہیتی اولاد نہیں۔ ہر قوم کے ساتھ خدا کے قانون مشیت کے مطابق برتاؤ ہوتا ہے۔ اور وہ قانون یہ ہے کہ ہر ایک کو، اس کی سعی اور عمل کا پھل ملتا ہے (53/39) ہر ایک کے درجات اس کے اعمال کے مطابق متعین ہوتے ہیں (46/19) اس قانون کے مطابق، عزت وعظمت اور غلبہ واقتدار اسے ملتا ہے جس میں اسکی صلاحیت

ہوتی ہے(21/105)اور جب وہ اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرلے جس سے یہ صلاحیت باقی نہ رہے،تو اس سے عزت واقتدار چھن جاتا ہے(8/53)اس قانون کا سر رشتہ خدا کے اپنے ہاتھ میں ہے اس لئے ،اسے اس پر پورا پورا کنٹرول حاصل ہے کہ اس کے خلاف کچھ نہ ہونے پائے۔(سورہ ال عمران 25)

یہ حقیقت کہ خدا کے فیصلے اس کے مقرر کردہ قانون کے مطابق ہوتے ہیں،اوران کے خلاف کچھ نہیں ہوتا،خارجی کائنات کے نظم ونسق سے واضح ہے۔تم دیکھو کہ وہ کس طرح اپنے مقرر کردہ قانون کے مطابق،رات کی تاریکی کو دن کے اجالے میں داخل کرتا ہے اوردن کی روشنی کورات کی تاریکی میں لے جاتا ہے موت اور حیات کا سلسلہ کس طرح اس کے قانون کے ساتھ وابستہ ہے۔جب زمین مردہ میں نشوونما دینے کی صلاحیت بیدار ہوجاتی ہے،تو اس سے نباتات اگتی ہے جوزندگی کا لہلہاتا نشان ہے۔لیکن جب وہی پودا،اپنارشتہ،زندگی بخش عناصر سے منقطع کرلیتا ہے،تو اس کی زندگی موت سے بدل جاتی ہے۔

لہٰذا،یہاں اصول یہ کارفرما ہے کہ جب اور جہاں بھی،نظام زندگی،قانون خداوندی کے مطابق ہوجائے،تو اس سے سامان زیست اس قدر فراوانی سے ملتا ہے جوتمہارے حساب وشمار سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔(سورہ ال عمران 26)

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ج اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ○

ترجمہ:اے ہمارے رب عنایت کیجئے مجھ کو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بیشک آپ دعا کے بہت سننے والے ہیں۔

تشریح:اس وقت تک زکریاؑ کے ہاں اپنی اولاد کوئی نہیں تھی۔اس لڑکی کی پرورش سے اس کے دل میں اولاد کی خواہش بیدار ہوئی اور یہ دعا بن کر اس کے لب تک آ گئی کہ اے میرے نشوونما دینے والے!مجھے بھی اپنے ہاں سے اچھی اولاد عطا فرما۔تو دعاؤں کا سننے والا ہے۔(سورہ ال عمران 38)

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ ○

ترجمہ:اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ان چیزوں (یعنی احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائے اور پیروی اختیار کی ہمنے (ان) رسول کی سو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجئے جو تصدیق کرتے ہیں۔

تشریح:چنانچہ انہوں نے اپنے نشوونما دینے والے سے اس کا اقرار کیا کہ ہم اس ضابطۂ ہدایت پر ایمان لاتے ہیں جسے تو نے نازل کیا ہے۔ہم اس مقصد کیلئے تیرے اس رسول کے پیچھے پیچھے چلیں گے سو تو ہمیں ان میں شمار کرلے جن کی زندگیاں،اس نظام کی صداقت کی جیتی جاگتی شہادت ہوتی ہے۔(سورہ ال عمران 52)

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ○

ترجمہ:اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو (کفار

کے مقابلہ میں) ثابت قدم رکھیئے اور ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجئے۔

تشریح: یہ لوگ اپنے آہنی عزم کے ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ان کی زبان پر اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اے ہمارے نشوونما دینے والے! اگر ہم سے کوئی لغزش یا کوتاہی ہو جائے، یا کسی معاملہ میں ہم حد سے بڑھ جائیں تو ہمیں ہماری ان غلطیوں کے مضر اثرات سے محفوظ رکھنا، ہمیں ثابت قدم رہنے کی توفیق دینا، اور مخالفین پر غلبہ اور کامیابی عطا کرنا۔(سورہ ال عمران 146)

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار آپنے اس مخلوق کو لایعنی پیدا نہیں کیا ہم آپ کو منزہ سمجھتے ہیں سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے اے ہمارے پروردگار بے شبہ آپ (جس کو دوزخ میں داخل کریں اسکو واقعی رسوا ہی کر دیا) اور ایسے بے انصافوں کا کوئی ساتھ دینے والا نہیں۔

تشریح: اے ہمارے نشوونما دینے والے! تو نے اس کارگہ ہستی کو نہ تو عبث اور بیکار پیدا کیا ہے اور نہ ہی تخریبی نتائج مرتب کرنے کیلیئے۔تیری ذات اس سے بہت بعید ہے کہ تو کسی شے کو بے مقصد اور بلا غرض وغایت، یا تخریبی نتائج مرتب پیدا کرنے کیلیئے پیدا کر دے (یہ ہماری کم علمی اور کوتاہ نگہی ہے کہ ہم تحقیق سے کام نہیں لیتے اور اس طرح اشیائے کائنات کے نفع بخش پہلوؤں سے بے خبر رہ کر عذاب کی زندگی بسر کرتے ہیں) تو ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم (علمی تحقیقات اور عملی تجربات کے بعد اشیائے کائنات سے صحیح صحیح فائدہ اٹھائیں اور اس طرح) تباہ کن عذاب کی زندگی سے محفوظ رہیں۔
جو قومیں اس قسم کی تحقیقات نہ کرنے سے، اشیائے کائنات کی نفع بخشیوں سے محروم رہتی ہیں، ان کی سعی اور عمل کی کھیتیاں جھلس کر رہ جاتی ہیں اور وہ ذلت وخواری کی زندگی بسر کرتی ہیں۔اور ظاہر ہے کہ ایسی ذلیل وخوار قوموں کا کوئی یار ومددگار نہیں ہوتا۔
(سورہ ال عمران 191-190)

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ق رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمنے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے۔اے ہمارے پروردگار ہم کو وہ چیز بھی دیجئے جس کا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپنے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے روز رسوا نہ کیجئے اور یقیناً آپ تو وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

تشریح: لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ فطرت کی قوتوں کو مسخر کر کے، انہیں دنیا کی تباہی کیلئے استعمال نہ کیا جائے، بلکہ نوع انسان کی ربوبیت عامہ کیلئے صرف میں لایا جائے۔ یہ وہی قوم کر سکتی ہے جو خدا کی رہنمائی پر ایمان رکھے۔

لہٰذا ان ارباب عقل وبصیرت کی پکار یہ بھی ہوتی ہے کہ اے ہمارے نشوونما دینے والے! ہم نے ایک پکارنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آؤ! اپنے نشوونما دینے والے کے قانون کی صداقت کو تسلیم کرو، اور اسے اپنی زندگی کا نصب العین بناؤ۔ ہم نے اس دعوت پر لبیک کہا اور خدا کے قانون کی صداقت پر ایمان لے آئے۔

اس کے بعد ان صاحبان عقل وایمان کے سینے میں اس قسم کی آرزوئیں بیدار ہوتی ہیں کہ اے ہمارے نشوونما دینے والے! ہم سے اگر کوئی بھول چوک ہو جائے تو اس کی مضرت رساں نتائج سے ہمیں محفوظ رکھنا۔ (2/286)

ہماری چھوٹی موٹی کوتاہیوں اور تدبیری ناہمواریوں کے اثرات مٹاتے رہنا۔

اور ہمارا انجام ان لوگوں کی رفاقت اور معیت میں کرنا، جن کے سامنے زندگی کی وسعت اور کشادگی کی راہیں کھل چکی ہیں۔

(سورہ ال عمران 192)

اے ہمارے نشوونما دینے والے! تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے، جن خوشگواریوں اور سرفرازیوں کا وعدہ کیا ہے ان سے ہمیں بہرہ یاب کرنا۔ اور ایسا نہ کرنا کہ اعمال کے ظہور نتائج کے وقت ہم ذلیل وخوار ہو جائیں۔ ہمیں یقین ہے کہ تو وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔ تیرا ہر قانون صحیح صحیح نتیجہ مرتب کر کے رہتا ہے۔ (سورہ ال عمران 193)

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم مسلمان ہو گئے تو ہمکو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجئے جو تصدیق کرتے ہیں۔

تشریح: یہی وجہ ہے کہ جب وہ قرآن کریم کی آیات سنتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ان آیات میں انہیں حقیقت بے نقاب نظر آ جاتی ہے اور وہ اسے فوراً پہچان لیتے ہیں۔ اور پکار اٹھتے ہیں کہ اے ہمارے نشوونما دینے والے! ہم اس پر ایمان لاتے ہیں سو تو ہمارا شمار بھی اس جماعت میں کر لے جو حق کی نگہبان اور نوع انسان کے اعمال کی نگران ہے۔ (سورہ المائدہ 83)

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سكة وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم نے بڑا نقصان کیا اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جائے گا۔

تشریح: انہوں نے (مرد وعورت نے) کہا اے ہمارے نشوونما دینے والے! ہم نے آپ پر ظلم کیا (جو تیری بات نہ مانی) اگر

تیری طرف سے ہماری حفاظت اور مرحمت کا انتظام نہ ہوا، تو ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ (سورہ الاعراف 23)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

ترجمہ: اے ہمارے رب، ہمکو ان ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کیجئے۔

تشریح: یہ لوگ (جو ہنوز انتظار میں تھے) جب ان لوگوں کی حالت پر نظر ڈالیں گے جو جہنمی معاشرہ کے عذاب میں گرفتار ہونگے ، تو وہ (فوری فیصلہ کریں گے اور) پکار اٹھیں گے کہ اے ہمارے نشو و نما دینے والے! ہم لوگوں کے ساتھ نہیں بننا چاہتے جنہوں نے تیرے قوانین سے سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔ (سورہ الاعراف 47)

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ○

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالتِ اسلام پر نکالئے۔

تشریح: تم ہمارے خلاف اس کے سوا اور کون سا جرم عائد کر سکتے ہو کہ جب ہمارے سامنے ہمارے نشو و نما دینے والے کی کھلی کھلی آیات آگئیں تو ہم نے انہیں سچا تسلیم کر لیا (اگر یہ جرم ہے تو ہم بدل و جان اس جرم کے اقبالی ہیں) ہم تم سے کوئی عرض و معروض نہیں کرنا چاہتے۔ ہم صرف اپنے نشو و نما دینے والے سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو صبر و استقامت سے لبریز کر دے اور ہمیں اس حالت میں موت دے کہ ہم اس کے احکام کے سامنے جھکے ہوئے ہوں۔ (سورہ الاعراف 126)

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ○ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ط

ترجمہ: آپ ہی تو ہمارے خبر گیر ہیں ہم پر مغفرت اور رحم فرمائیے اور آپ سب معافی دینے والوں سے زیادہ اچھے ہیں اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں نیک حالی لکھ دیجئے اور آخرت میں بھی ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

تشریح: اور موسیٰؑ نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے مقرر کردہ وقت کیلئے چنے (2/55) جب انہیں سخت زلزلے نے آ پکڑا تو موسیٰؑ نے عرض کیا کہ اے میرے نشو و نما دینے والے! اگر تو چاہتا تو مجھے اور ان لوگوں کو اس سے پیشتر ہی (جب ان لوگوں یہ سوال کیا تھا۔ ہلاک کر دیتا (لیکن جب تو نے ایسا نہ کیا تو اس سے ظاہر ہے کہ تیری مشیت یہی تھی کہ ہم اس طرح ہلاک نہ ہوں تو اب) کیا تو اس بات کی وجہ سے جو ہم میں سے کچھ بیوقوف لوگ کر بیٹھے ہیں، ہمیں ہلاک کر دے گا؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ انگیزی، ہماری ہلاکت کیلئے نہیں بلکہ یہ دیکھنے کیلئے ہے کہ ہم میں حوادث برداشت کرنے کی کس قدر صلاحیت آچکی ہے (تاکہ ہم اپنے متعلق کسی غلط اندازے میں نہ رہیں) ہمیں معلوم ہے کہ اس قسم کے مقامات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ ایسے نازک کہ عقل و فکر سے کام نہ لینے والے لوگ، انہی سے غلط راستوں پر پڑ جاتے ہیں اور دوسرے لوگوں کا قدم صحیح راستے کی طرف اٹھ جاتا ہے۔ بہر حال، تو ہمارا کارساز اور سرپرست ہے۔ ہم سے جو غلطی ہوگئی ہے اس کے مضر نتائج سے ہماری حفاظت اور مرحمت کا سامان کر

دے۔اس لئے کہ سب سے بہتر سامان حفاظت عطا کرنے والا تیرا ہی قانون ربوبیت ہے۔(سورہ الاعراف 155)
اور ہمارے لئے اس دنیا کی زندگی میں بھی خوشگوریاں پیدا کردے اور مستقبل کی زندگی میں بھی۔اس لئے کہ ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔اس پر خدا نے کہا کہ میری طرف سے تباہی میرے قانون مشیت کے مطابق صرف اس پر آتی ہے (جو میرے قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ورنہ) میرا عام پروگرام یہی ہے کہ کائنات کی ہر شے،نشوونما حاصل کرکے اپنی تکمیل تک پہنچ جائے (تم دیکھتے ہو کہ خارجی کائنات میں میرا یہ نظامِ ربوبیت و رحمت کس طرح کارفرما ہے۔اسی طرح انسانوں کی دنیا میں) یہ ربوبیت انہیں مل سکتی ہے جو زندگی کی تباہیوں سے بچنا چاہیں اور دوسروں کی نشوونما کا سامان بہم پہنچائیں یعنی وہ لوگ جو ہمارے قوانین کی صداقت پر پورا یقین رکھیں۔(سورہ الاعراف 156)

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ○ وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِیۡنَ ○

ترجمہ:اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختہ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافروں سے نجات دے۔

تشریح:انہوں نے کہا کہ (آپ مطمئن رہئے) ہم ان قوانین پر پورا پورا بھروسہ رکھیں گے پھر انہوں نے اپنے نشوونما دینے والے (خدا) کے حضور اپنی یہ آرزو پیش کی کہ تو ہمیں اس سے محفوظ رکھ کر ہم فریق مخالف کے جور و ستم کا تختہ مشق بن جائیں۔(سورہ یونس 85)
تو ہمیں اپنی رحمت سے،اس لوگوں کے پنجہ استبداد سے نجات دلا جو قانون حق و انصاف سے سرکشی برت رہے ہیں۔
(سورہ یونس 86)

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ قف اَنۡتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ ج تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ○

ترجمہ:اے خالق آسمانوں اور زمین کے آپ میرے کارساز ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجئے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر لیجئے۔

تشریح:(ان تمام گزشتہ واقعات کی یاد سے،یوسفؑ کے دل میں تشکر و امتنان کے جذبات موجزن ہو گئے۔اور اس نے بحضور رب العزت عرض کیا کہ) اے میرے نشوونما دینے والے! تیرا کتنا بڑا احسان ہے کہ تو نے مجھے اس قدر اختیارات اور اقتدار کا مالک بنا دیا۔مجھے تدبیر امور اور عاقبت اندیشی کا علم و سلیقہ عطا فرما دیا۔
اے کائنات کے پیدا کرنے والے! تو ہی حال اور مستقبل۔دنیا اور آخرت میں میرا کارساز و رفیق ہے۔مجھے توفیق عطا فرما کہ میری ساری زندگی تیرے قوانین کی اطاعت میں گزرے اور میرا شمار ان خوش بخت لوگوں میں ہو جن کے سب کام سنور گئے ہوں۔(سورہ یوسف 101)